REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۲۴

شمارہ ۴۴

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

نائبین
جاوید اقبال اختر
محمد انعام غوری۔

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

The Weekly BADR Qadian.

۲۴ شوال ۱۳۹۵ھ | ۳۰ اخاء ۱۳۵۴ ہش | ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۵ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۷ اخاء (اکتوبر)۔ لندن سے آمدہ مورخہ ۲۲ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بجائے ۱۹ اکتوبر کے اب مورخہ ۲۶ کو عازمِ ربوہ ہونے والے ہیں۔ امید ہے کہ حضور انور بعافیت مرکزِ سلسلہ پہنچ گئے ہوں گے۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فتح المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۷ اخاء۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۷ اخاء۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ ماریشس کی احمدیہ سالانہ کانفرنس میں شرکت کی غرض سے ماریشس تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اور تاحال واپس تشریف نہیں لائے اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے اور سفر و حضر میں آپ کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین۔ مقدس خاندان کے دیگر افراد قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ ــــ!!

مال اور دولت دین کا خادم ہو تو متقی کی ایک صفت ہے

ملفوظاتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔!

”میں پھر اصل بات کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ دولت مند اور متموّل لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور خادم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے۔ تعظیم لِاَمْرِ اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پس مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ میں شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم ہے۔ **مال سے خدمت کا بہتر موقع مل سکتا ہے۔** ایک دفعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کا کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ نے پوچھا ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو جواب میں کہا، اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، عمر! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو جواب دیا کہ نصف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر کے فعلوں میں جو فرق ہے وہی اُن کے مراتب میں فرق ہے۔

دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اُس نے جگر نکال کر کسی کو دے دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک تم عزیز ترین چیز خرچ نہ کرو گے۔ کیونکہ مخلوقِ الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۵، ۹۶)

جلسہ سالانہ قادیان

انشاء اللہ مورخہ ۱۹-۲۰-۲۱ فتح (دسمبر) ۱۳۵۴ ہش / ۱۹۷۵ء کو منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ ۱۹-۲۰-۲۱ دسمبر (فتح) ۱۳۵۴ ہش / ۱۹۷۵ء کو منعقد ہوگا۔ جملہ جماعتہائے احمدیہ اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تا احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جید برقی پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰ ر اخاء ۱۳۵۴ ہش

قادیان میں جماعت احمدیہ کا مقدس روحانی اجتماع

جلسہ سالانہ کی آمد آمد

ہمارا روحانی اجتماع اور سالانہ جلسہ قریب سے قریب تر آرہا ہے۔ امسال ۱۹-۲۰-۲۱ر دسمبر کو یہ مقدس اجتماع جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں ہوگا۔ انشاء اللہ۔

اس سالانہ اجتماع کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء کو بحکم الٰہی رکھی تھی۔ اس کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"اس جلسہ کی اغراض میں سب سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور اُن کے معلومات وسیع ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُن کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات استحکام پذیر ہوں گے"

پھر فرمایا:-

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں" (اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

پھر فرماتے ہیں:-

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سُننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دُعائیں اور توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے" (آسمانی فیصلہ)

نیز فرمایا:-

"اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ اُن کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زُہد و تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دُوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو۔ اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔ صرف طلب علم اور مشورہ امدادِ اسلام اور ملاقاتِ اخوان کے لئے یہ جلسہ تجویز کیا گیا ہے" (اشتہار دسمبر ۱۸۹۲ء)

مذکورہ ارشادات سے ظاہر ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے خالص رُوحانی تعلیمی۔ تربیتی اور تبلیغی مقاصد کے پیشِ نظر جلسہ سالانہ کا اجراء فرمایا ہے۔ تاکہ ہر سال جماعت کے افراد اپنے مرکز میں جمع ہو کر روحانی فیوض حاصل کریں۔ دینی بھائیوں سے تعارف حاصل کریں۔ باہم محبت کے تعلقات کو استوار کریں۔ یکجہتی تنظیم و اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ اور دینی علوم سیکھیں۔ اور مرکز سے اپنے رُوحانی اور جذباتی تعلقات کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کریں۔ اور اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوں جو سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاری فرمایا ہے۔ اس لئے اس رُوحانی اجتماع میں احباب زیادہ سے زیادہ شامل ہو کر مذکورہ رُوحانی فوائد اور ثواب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا:-

"جلسہ سالانہ میں شمولیت بڑے ثواب کا موجب ہے۔ مومن تو چھوٹے ثواب کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دیکھو! یہاں جلسہ سالانہ پر آؤ گے تو ایک تو دین کی باتیں سُنو گے۔ دوسرے کئی احمدی بھائیوں سے مِل لو گے ...... پس انہیں چاہیئے کہ وہ ابھی سے جلسہ سالانہ پر آنے کی تیاری شروع کر دیں۔ یعنی خود بھی تیاری شروع کریں اور جن غیر احمدی دوستوں کو اپنے ساتھ لا سکتے ہیں اُنہیں بھی ابھی سے تحریک کرنا شروع کر دیں۔ اگر تحریک کرنے پر کوئی کہے کہ میں تو احمدی نہیں تو اُسے کہو کہ اگر جلسہ نہیں سُنو گے تو میلہ ہی دیکھ لینا۔ اگر تم انہیں میلہ دیکھنے کے لئے ہی لے آئے تو یہاں آکر اُن کا خُدا اور اُس کے رسُولؐ سے میل جول ہو جائے تو تمہیں کیسا مزہ آئے گا"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ر نومبر ۱۹۵۶ء)

احباب کو ابھی سے جلسہ میں شمولیت کے لئے کوشش اور تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ دُعا بھی کرتی چاہیئے کہ مولا کریم اپنے فضل سے اس قسم کے نیک کاموں میں شامل ہونے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

اس سلسلہ میں سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع دُعا درج کی جاتی ہے۔ دوست نیک کاموں کی توفیق پانے کے لئے بارگاہِ الٰہی میں یہ دُعا بھی کرتے رہیں۔

دُعا کے الفاظ یہ ہیں:-

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ تَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَ اِذَا اَرَدْتَ فِتْنَۃً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ وَ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَ حُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ"

ترجمہ:- اے میرے اللہ! مَیں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور ناپسندیدہ کاموں کے چھوڑنے کی توفیق چاہتا ہوں۔ اور مساکین اور غریبوں سے محبت کرنے کی۔ اور یہ کہ تُو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اور جب تُو کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے اس میں شامل نہ فرمائیو۔ بلکہ مجھے وفات دے دیجیو۔ اور مَیں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اور اس شخص کی محبت جس کو تُو پسند کرتا ہے اور اُن کاموں کی محبت جو تیری محبت کے مجھے قریب کریں۔ (ترمذی شریف)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ افرادِ جماعت احمدیہ کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر نیک کاموں میں حصّہ لینے اور اپنے مقدس مرکز میں حاضر ہو کر ثواب دارین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بشیر احمد دہلوی)

اخبارِ قادیان

● - مورخہ ۲۶/۱۰/۷۵ کو مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر جائداد کی چھوٹی بیٹی عزیزہ نجمہ پروین جو لندن میں بیاہی ہوئی ہیں اپنے دونوں بچوں کے ہمراہ اپنے والدین سے ملنے کے لئے لندن سے قادیان تشریف لائیں۔

● - مکرم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری گزشتہ دنوں کافی بیمار ہو گئے تھے۔ اب طبیعت قدرے بہتر ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

● - مکرم نذیر احمد صاحب آف ملائیشیا جو اپنی اہلیہ محترمہ و لڑکے کے ہمراہ قادیان میں زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے تشریف لائے تھے مورخہ ۲۷/۱۰/۷۵ کو واپس تشریف لے گئے۔

● - مکرم چوہدری عبدالحق صاحب درویش کی اہلیہ محترمہ کافی دنوں سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب اُن کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا فرماویں۔

ولادت

مورخہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۷۵ء کو مکرم عبدالحمید صاحب مومن درویش کے ہاں لڑکی تولد ہوئی ہے۔ نام "قمر النساء" تجویز کیا گیا ہے۔ احباب زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولودہ کے نیک صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

درخواست دعا:-

خاکسار کے والدِ محترم عرصہ ایک ماہ سے سخت بیمار چلے آرہے ہیں احباب جماعت سے اُن کی کامل صحت کیلئے نیز میرے بڑے بھائی کے امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے درخواست دُعا ہے۔ خاکسار عبدالسلام راتھر متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

خطبہ جمعہ

آؤ ہم آج یہ عہد کریں کہ

ہم سے جس قسم کی عظیم قربانیوں کا مطالبہ کیا گیا ہے

ہم اپنے رب کے حضور وہ قربانیاں پیش کریں گے !

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے ذمہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق جو کام لگایا ہے وہ بڑا ہی اہم اور بڑا ہی مشکل ہے۔ تحریک جدید کے ذمہ یہ کام ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے جو یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ پھر سے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرے گا۔ یہ مجلس اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے جد و جہد کرے اور ساری جماعت ان کے ساتھ شامل رہے کیونکہ سارے ایک جان ہی ہیں۔ یہ

کام بڑا ہی مشکل ہے

اس میں اندرونی رکاوٹیں بھی ہیں اور بیرونی رکاوٹیں بھی۔ ایک طرف روس ہے جو بالکل دہریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو نہیں مانتا۔ اس کے قائدین نے ایک مرتبہ ساری دنیا میں یہ اعلان کیا تھا کہ (نعوذ باللہ) ہم زمین سے اللہ تعالیٰ کے نام کو اور آسمانوں سے اللہ تعالیٰ کے وجود کو مٹا دیں گے۔ یہ لوگ روحانیت میں اس قسم کے ہیں لیکن آخر ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بندے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ چاہتا ہے کہ پھر سے وہ اپنے پیدا کرنے والے رحیم و کریم کو پہچاننے لگ جائیں اور

اس کے فضلوں کے وارث

بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے سامان کر دیئے ہیں کہ یا تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کریں گے یا وہ دنیا سے اس طرح مٹا دیئے جائیں گے جس طرح آج سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے باغیانہ اور مفسدانہ طور پر کھڑی ہونے والی قوموں کے نام و نشان مٹا دیئے گئے۔ انسانی تاریخ نے ان میں سے بعض کی ہلاکت کے حادثے کو محفوظ رکھا۔ اور ان کے کچھ واقعات ہمیں معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ ہزاروں ہزار بلکہ یوں کہنا بجا ہوگا کہ ایک لاکھ اور چند ہزار قومیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث ہوئے ان میں سے اکثر ایسی ہوں گی جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور وہ دنیا سے مٹا دی گئیں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے دوسروں کو عبرت کا سبق دینا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے

تاریخ انسانی نے

ان قوموں کے نام اور ان کی تاریخ اور ان کے واقعات جس رنگ میں اور جس طور پر اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر بھڑکا، اس کو یاد اور محفوظ نہیں رکھا۔ اس قوم یعنی روس (Russia) کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی انذار کیا ہے کہ اگر تم اپنے رب کی طرف رجوع نہیں کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس قوم کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ بشارتیں بھی ملی ہیں۔

پھر یورپ ہے امریکہ ہے۔ اگرچہ یہ اقوام

بحیثیت قوم

اس رنگ میں، اس طور پر دہریہ اور اللہ تعالیٰ کی دشمن تو نہیں جس طرح روس ہے۔ لیکن ان کی عملی حالت اور ان کے ایک حصہ کی ظاہری حالت بھی ایسی ہی ہے جیسے روس میں بسنے والوں کی۔ پھر جزائر کے رہنے والے ہیں ان کی حالت بھی نیک اور پاک نہیں۔ یہ سب اقوام اللہ سے دور، اس کے پیار سے محروم ہیں۔ اس لئے یہ سب اقوام خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے والوں اور اس پر ایمان لانے والوں کی دوست اور ہمدرد نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک جو اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ ان کے اوپر ہر قسم کا دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ اور ان کو ہر طرح سے ذلیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور ان سے بے انصافی برتی جا رہی ہے۔ لیکن ہمارے

پیارے خدا عزّ اسمہٗ نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں یہ خوشخبری دی ہے اور آپ کو الہاماً بتایا گیا ہے کہ عرب ممالک کی پریشانیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دور کی جائیں گی[1]۔ اور اصلاح احوال کے سامان پیدا ہوں گے۔ اسی طرح اہل مکہ کے متعلق خدائے ذوالجلال نے یہ پیشخبری دی کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں داخل ہو جائیں گے[2]

اب مسلم ممالک سے جو بے انصافی ہو رہی ہے اس بے انصافی کو دور کرنے کے لئے ہمارے کندھوں پر دو قسم کے بوجھ ڈالے گئے ہیں۔ ہم پر

دو قسم کی ذمہ داریاں

عائد کی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی صحیح تربیت اور حقیقی اصلاح کریں تاکہ ان کے دلوں میں حقیقی نیکی اور تقویٰ پیدا ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس طرح محبوب بن جائیں جس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی رحمتوں سے حصہ پانے والے تھے۔

ہم پر دوسری ذمہ داری یہ عائد کی گئی ہے کہ وہ قومیں جو خدا تعالیٰ سے دوری اور بُعد کے نتیجہ میں خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے والوں پر ظلم ڈھا رہی ہیں ان کو اسلام کی طرف لانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ

اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جو ایک زندہ رسول ہیں۔ جن کے روحانی فیوض و برکات قیامت تک جاری ہیں اور خدائے قادر و توانا کی طرف جو زندہ خدا اور عظیم قدرتوں والا خدا ہے۔ اور ہر قسم کی صفات حسنہ سے متصف ہے اور جس کے سامنے کوئی چیز انہونی نہیں ہے۔ اور جس کا قہر ایک لحظہ میں ہر چیز کو ہلاک اور ملیامیٹ اور نابود کر سکتا ہے اس زندہ خدا اور زندہ رسول کی طرف ان کو لانے کی کوشش کریں۔ اور تبشیر کے ساتھ انذار کے پہلو کو بھی مد نظر رکھیں ہم ان کے پاس جائیں اور ان کو جھنجھوڑیں۔ ان کو جگانے اور

بیدار کرنے کی کوشش کریں

مگر وہ اس طرح خواب میں بدمست پڑے ہیں کہ ہماری آواز سننے کے وہ اہل ہی نہیں اور جو نیند سے بیدار ہیں وہ ہماری آواز کو سننے کے لئے تیار نہیں۔ اگرچہ ان میں سے بہت سے روحانی لحاظ سے اتنی گہری نیند میں مدہوش ہیں کہ ہماری آواز ان کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ تم جاؤ اور ان کو جگاؤ اور بیدار کرو۔ اور ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف لے آؤ۔ اور ان کے دلوں کے سارے اندھیروں کو

اسلام کے نور سے منور

کرنے کی کوشش کرو۔ اور ان کے اندر نیکی اور تقویٰ کا بیج بو دو۔ اس غرض کے لئے پہلے زمین صاف کرنی پڑتی ہے۔ اور اسے کاشت کے قابل بنانے کے لئے بڑی جد و جہد کرنی پڑتی ہے۔ پھر اس قسم کا بیج بویا جاتا ہے۔

ہم کمزور اور بے بس اور بے مایہ ہیں مگر کام بڑا ہی اہم ہے جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے ذمہ داری بڑی ہی بھاری ہے جو ہمارے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے مگر ساتھ ہی ہمیں بڑی بشارتیں بھی دی گئی ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں اپنی جماعت کو روس میں ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں[3]۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح ریت کا ذرہ مٹی میں مل تو جاتا ہے لیکن اس پر مٹی کا اثر نہیں ہوتا۔ اسی طرح روس میں اسلام قبول کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا تقویٰ عطا ہوگا

---

[1] تذکرہ صفحہ ۵۵۸

[2] نور الحق حصہ دوم (روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۱۹۷)

[3] تذکرہ صفحہ ۸۱۳ و صفحہ ۱۱۱

کہ وہ اس گندے ماحول میں بھی اپنی سعادت مندی اور نیک فطرتی کا اظہار کرنے والے اور

اللہ تعالیٰ کی آواز

کو سُن کر اس پر لبیک کہنے والے اور اس پر جان دینے والے ہوں گے اور وہ ایک دو نہیں بلکہ بے شمار ہوں گے۔ اکثریت انہی لوگوں کی ہو جائے گی۔

پھر آپؑ نے فرمایا ہے کہ ہندو مذہب کا ایک دفعہ پھر زور کے ساتھ اسلام کی طرف رجوع ہوگا۔[1] ہندو قومیں جو نہ صرف بھارت میں بلکہ بڑی Minorities (اقلیتوں) کی حیثیت میں بعض دوسرے ممالک میں بھی پائی جاتی ہیں ان کے متعلق ہمیں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ وہ اسلام قبول کریں گی۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کو اپنا کر

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث

ہوں گی۔

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:۔

" اے یورپ تو بھی امن میں نہیں
اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں
اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی
مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا"[2]

ان بدبختوں اور بدقسمتوں کا دلی تعلق زندہ اور قادر خدا سے قائم کرنا اور اس کے لئے انتہائی قربانیاں دینا اور ایثار دکھانا اور تضرع اور خشوع سے دعاؤں میں لگے رہنا یہ ہے وہ ذمہ داری جو ہم پر عائد کی گئی ہے۔

پھر انگلستان کے متعلق بشارت دی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

سفید پرندے

پکڑ رہے ہیں[3]

پس ساری دنیا ہی انتہائی گند میں مبتلا ہے۔ مثلاً روس ہے وہاں کے لیڈروں نے اپنی بدبختی کی وجہ سے یہ دعویٰ کر دیا کہ ہم دنیا سے اللہ تعالےٰ کے نام کو اور آسمان سے اس کے وجود کو مٹا دیں گے (نعوذ باللہ) پھر یورپ کے بسنے والے بداخلاقیوں کے گند اور کیچڑ میں لت پت ہو رہے ہیں۔ آپ لوگ یہاں رہتے ہوئے اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ انگلستان کے یہ سفید پرندے الٰہی نور کے سامانوں سے بے حد غافل ہیں

---

[1] تذکرہ ص ۳۰۲ [2] حقیقۃ الوحی ص ۲۵۶
[3] تذکرہ ص ۱۸۹

ان کی ظاہری سفیدی پر اتنے بدنما دھبے پڑے ہوئے ہیں کہ انسانی عقل یہ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے کہ انسانی دل اور روح کو اللہ تعالےٰ نے تو کس قدر منور بنایا تھا لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ سے ان ظلمتوں کو پیدا کر لیا ہے جنہوں نے ان کے نور کو ان کے ماحول سے باہر نکال دیا۔ اور وہ روحانی لحاظ سے اندھیروں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

پس روس میں ریت کے ذروں کی طرح احمدی مسلمانوں کو پیدا کرنے کی کوشش کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ یورپ وامریکہ اور ایشیا اور جزائر کے رہنے والوں کو انتباہ کرنا اور کوشش کرنا کہ وہ ان اعمال کو چھوڑ دیں جن کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کا قہر نازل ہوتا ہے اور وہ ان

اعمالِ صالحہ کو بجا لائیں

جو اللہ تعالےٰ کی محبت اور اس کی رضا اور اس کے فضل کو جذب کرنے والے ہوں۔ یہ بھی آپ کا کام ہے۔ عرب ممالک میں اصلاحِ احوال کا سامان پیدا کرنا یہ بھی آپ کا کام ہے مکّہ کے مکینوں کو قادر و توانا کی فوج میں فوج در فوج داخل کرنا یہ بھی آپ کا کام ہے یہ بڑے ہی اہم کام ہیں جو ہمارے سپرد کئے گئے ہیں۔ اگر وہ زندہ خدا ہمارے ساتھ نہ ہوتا اور آج بھی ہمیں اُس کی بشارتیں نہ مل رہی ہوتیں تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے۔ ان بشارتوں اور اس انذار اور ان ذمہ داریوں سے جماعت کا ایک طبقہ غفلت برت رہا ہے۔ ان کو بھی ہم نے

ہوشیار اور بیدار

کرنا ہے۔

اس وقت جو کام بھی ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے کرنا ہے وہ جماعت احمدیہ نے کرنا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کسی قوم یا کسی جماعت کو بشارتیں دیتا ہے تو یہ تو نہیں کرتا کہ آسمان سے فرشتے بھیج دے اور وہ اس اسباب کی دنیا میں کامیابی کے سامان پیدا کریں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ساری دنیا کو اپنا پیغام پہنچانے کے لئے اپنی آواز کو بلند کیا کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ اسلام دنیا پر غالب آئیگا تو اس کے مقابلہ میں جب شیطان نے اپنی میان سے تلوار کو نکالا تاکہ مسلمانوں کو ہلاک کر دے اور اسلام کو مٹا دے تو اس تلوار کا مقابلہ کرنے کے لئے فرشتے نہیں آئے تھے بلکہ وہی لوگ تھے جنہوں نے اپنے ربّ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچانا تھا انہوں نے

خوشی اور بشاشت کے ساتھ

اپنی گردنیں اس طرح آگے رکھ دیں جس طرح ایک بھیڑ مجبوری کی حالت میں قصائی کی چھری کے سامنے اپنی گردن رکھ دیتی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس قربانی کو دیکھ کر اور اس اخلاص پر نگاہ کر کے ان کی گردنوں کی حفاظت کے بھی سامان پیدا کر دیئے اور اسلام کے غلبہ کے بھی سامان پیدا کر دیئے لیکن

آج تلوار کا زمانہ نہیں ہے

آج زمانہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

" یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا۔ اور اسلام فتح پائے گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۴ حاشیہ)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

" قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی۔ مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ، کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کُند ہوگا، جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۸)

اسی طرح ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

" دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا (یعنی اسلام ہی ساری دنیا کا مذہب اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ساری دنیا کے پیشوا ہوں گے) میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۵)

لیکن اس درخت کی آبپاشی کے لئے اور اس کی حفاظت کے لئے اور اس میں بلائی کرنے کے لئے

قربانی آپ نے دینی ہے

آسمان سے فرشتوں نے اتر کر یہ کام نہیں کرنا۔ اسلام کے غلبہ اور اسلام کی فتح کا بیج تو بو دیا گیا۔ لیکن اگر وہ بیج اپنی نشوونما کے لئے ہماری جانیں مانگے تو ہمیں اپنی جانیں قربان کر دینی چاہئیں۔ اگر وہ درخت یہ کہے کہ اے احمدیو! میں نے تمہارے خون سے سیراب ہونے کے بعد بڑھنا اور پھولنا ہے اور پھل دینے ہیں تو احمدیوں کو اپنے خون پیش کر دینے چاہئیں۔ اگر ہم سے یہ مطالبہ ہو کہ تمہارے روپیہ کی ضرورت ہے تو ہمیں اپنے اموال پیش کر دینے چاہئیں۔ تاکہ ساری دنیا میں اسلام کے مبلغ پہنچیں اور وہاں

اللہ تعالیٰ کا نام بلند کریں

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی صداقت کے جو زبردست دلائل دیئے ہیں وہ دنیا کے سامنے پیش کریں اور پھر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے (جیسا کہ اب بھی بعض سے یہی سلوک ہوتا ہے) ان کے ذریعہ سے غافل اور اندھیرے میں بسنے والے بندوں کو آسمانی نشان بھی دکھائے۔ جہاں بھی اس نیت کے ساتھ ایک احمدی پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے اس نے حیران کن نظارے دیکھے ہیں۔ اور جن کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ

اپنے بندوں کے دلوں میں

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق پیدا کرتا ہے۔

پس تخم تو بویا گیا۔ یہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ثمر آور ہوگا۔ لیکن اس تخم کی نشوونما کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے اس کو ہم نے پیش کرنا اور مہیا کرنا ہے۔

غرض یہ عظیم بشارتیں جو ہمیں دی گئی ہیں اور عظیم قربانیاں ہیں جن کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ پس آؤ

ہم آج یہ عہد کریں

کہ ہم سے جس قسم کی عظیم قربانیوں کا مطالبہ کیا گیا ہے ہم اپنے ربّ حضور وہ قربانیاں پیش کریں گے۔ تاکہ ہماری یہ عظیم خواہش کہ ہم اپنی زندگی میں، اپنی آنکھوں سے ساری دنیا کے دلوں میں اللہ تعالےٰ کی محبت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق کو پیدا ہوتے دیکھیں۔ ہماری یہ خواہش پوری ہو جائے اللہ تعالےٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے

انتہائی قربانیاں

دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور اپنے پیار کی اور اپنی رضاء کی چادر میں ہمیں لپیٹ لے۔ ایک پیار کرنے والی ماں کی طرح ہمیں اپنی گود میں بٹھائے۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن

لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

۶ر ستمبر ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ صبح ۹ بجے دفتر میں تشریف لائے اور ضروری ڈاک ملاحظہ فرمانے کے علاوہ بیرونی ملکوں سے آئے ہوئے بعض احباب کو شرف ملاقات بخشا۔

ساڑھے گیارہ بجے حضور لندن سے چند میل دور ہرٹ فورڈ شائر Hertford shire میں واقع تاریخی اہمیت کی حامل ایک عمارت دیکھنے تشریف لے گئے۔ یہ عمارت "نیب ورتھ ہاؤس" (Knebworth House) کے نام سے موسوم ہے۔ اسے آج سے ۴۸۳ سال قبل انگلستان کے مشہور لٹن خاندان کے مورث اعلیٰ سر رابرٹ لٹن (Sir Robert Litton) نے ۱۴۹۲ء میں تعمیر کرایا تھا۔ اس وقت سے آج تک اس میں ان کی نسل آباد چلی آرہی ہے۔ ہر چند کہ اب اس کے بیشتر حصہ کو میوزیم میں تبدیل کر کے اسے سیرگاہ کی حیثیت دیدی گئی ہے۔ تاہم اس خاندان کے موجودہ سربراہ لارڈ کوبالڈ (Lord Cobbold) کے فرزند اکبر آنریبل ڈیوڈ لٹن کوبالڈ (Hon. David Lytten Cobbold) اب بھی اس کے ایک حصہ میں رہتے ہیں۔ اس خاندان نے لٹریچر، آرٹ، اور سیاست میں بڑے نامور لوگ پیدا کئے ہیں۔ لارڈ لٹن جن کا پورا نام ایڈورڈ رابرٹ لٹن تھا۔ اور جو ۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۰ء تک ہندوستان کے وائسرائے رہے اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آنریبل ڈیوڈ لٹن کوبالڈ جو آجکل "نیب ورتھ ہاؤس" کے ایک حصہ میں رہتے ہیں انہی لارڈ لٹن وائسرائے آف انڈیا کی پوتی کے بیٹے ہیں۔ یہ مکان ایک عظیم الشان محل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس میں گزشتہ پانچ سو سال کے بیش قیمت نوادرات جمع ہیں۔ لارڈ لٹن جو نوادرات ہندوستان سے لائے تھے وہ بھی بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ اسی لئے لوگ بڑی کثرت سے اسے دیکھنے آتے ہیں اور آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

حضور نے اندر سے مکان ملاحظہ فرمانے کے بعد اس کے گرد کئی ایکڑ میں پھیلے ہوئے خوشنما باغ کی بھی سیر کی۔ جب حضور باغ کے ایک حصہ میں چہل قدمی فرما رہے تھے تو آنریبل ڈیوڈ لٹن نے اپنے مکان کی کھڑکی میں سے حضور کو دیکھا وہ حضور کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ خود چل کر باغ میں آئے اور حضور سے اپنا تعارف کرایا اور "نیب ورتھ ہاؤس" دیکھنے کی غرض سے وہاں تشریف لانے پر حضور کا شکریہ ادا کیا۔ جب انہیں پتہ لگا کہ حضور ساری دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کے لیڈر اور مسیح محمدی کے خلیفہ ثالث ہیں تو انہوں نے حضور سے وزیٹرز کی کتاب میں دستخط کرنے کی درخواست کی۔ حضور نے ان کی یہ درخواست قبول کرتے ہوئے دستخط کرنے پر رضامندی کا اظہار فرمایا۔ اس پر آنریبل ڈیوڈ لٹن کوبالڈ واپس نیب ورتھ ہاؤس کے رہائشی حصہ میں گئے اور نہ صرف وزیٹرز بک ساتھ لائے جس پر حضور نے دستخط فرمائے بلکہ انہوں نے ایک نہایت ہی خوبصورت باتصویر کتابچہ جو نیب ورتھ ہاؤس اور لٹن خاندان کی تاریخ پر مشتمل تھا حضور کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا۔ پیش کرنے سے قبل انہوں نے اس پر حضور ایدہ اللہ کا نام لکھ کر اپنے دستخط ثبت کئے اور پھر نہایت ادب سے حضور کے ساتھ مصافحہ کرنے اور شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا وہ حضور کی تشریف آوری کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ یہ کہہ کر وہ اپنی رہائش گاہ میں واپس چلے گئے۔

دوپہر کا کھانا اور تیسرے پہر کی چائے حضور نے اس ریسٹورنٹ میں نوش فرمائی جو "نیب ورتھ ہاؤس" کے صدیوں پرانے غلہ خانہ میں قائم ہے اور اسی نسبت سے "Barn Restaurent" کے نام سے موسوم ہے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں حضور نے نیب ورتھ ہاؤس کے باغ میں پڑھائیں جس میں جملہ اہل قافلہ شریک ہوئے۔ اس سیر میں محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب پرائیوٹ سیکرٹری، محترم شاہد احمد خان صاحب، مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن مع فیملی، مکرم منیر الدین صاحب شمس نائب امام، مکرم چوہدری رشید احمد صاحب، مکرم منان مرزا صاحب، اور مکرم فرید احمد صاحب ابن مکرم لئیق احمد صاحب گھوکھر مرحوم کو حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کے ہمراہ جانے کا خصوصی شرف حاصل ہوا۔

ان تین دنوں (۴ تا ۶ر ستمبر ۱۹۷۵ء) میں حضور صبح کے اوقات میں ضعف محسوس فرماتے رہے۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ حضور ایدہ اللہ جملہ احباب جماعت کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ فرماتے ہیں۔

احباب جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موجودہ علاج میں برکت ڈالے اور حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور حضور کامل صحت و عافیت کے ساتھ مرکز سلسلہ میں جلد واپس تشریف لے جائیں۔
آمین اللّٰھم آمین

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے سلسلہ میں

نفلی عبادات اور ذکر الٰہی کا پانچ نکاتی پروگرام

- جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک یعنی ۱۸۰ سے کچھ زائد مہینوں تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھیں جس کے لئے ہر حلقہ قصبہ یا شہر میں مہینہ کے آخری حصہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔
- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔ جو نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر نمازِ فجر سے پہلے یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔
- کم از کم سات مرتبہ روزانہ سورہ فاتحہ کی دعا پڑھی جائے اور اس پر غور و فکر کیا جائے۔
- تسبیح و تحمید[۱] درود شریف اور استغفار ۳۳-۳۳ بار روزانہ پڑھے جائیں۔
- مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ مرتبہ پڑھی جائیں:-

(۱) رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ ۔

۱۔ تسبیح و تحمید:- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔

درود شریف:- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

استغفار:- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ ۔

ایک درویش کو صدمہ

قادیان ۲ر اخاء (اکتوبر)۔ آج بذریعہ خط یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ مکرم فتح محمد صاحب نانبائی درویش کی اہلیہ محترمہ مورخہ ۱۲/۹/۷۵ کو موودھا میں وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ جائیداد کی تقسیم کے سلسلہ میں مورخہ ۷/۹/۷۵ کو قادیان سے راٹھ (یوپی) کے لئے روانہ ہوئی تھیں لیکن راٹھ پہنچنے سے قبل ہی موودھا میں دل کا دورہ پڑنے کے سبب اچانک طبیعت خراب ہو گئی اور داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور موودھا میں امانتاً دفن ہوئیں۔

مرحومہ عرصہ تین سال سے بعارضہ ٹی بی بیمار چلی آرہی تھیں۔ کافی علاج معالجہ کے بھی صحت بحال نہ ہو سکی۔ مرحومہ نیک اور صابرہ خاتون تھیں۔ اپنے پیچھے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر رہے آمین۔

ادارہ بدر مکرم فتح محمد صاحب نانبائی اور ان کے تمام پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار تعزیت کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے بچوں کا حافظ و ناصر ہو اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (ایڈیٹر بدر)

خوش نصیب مجاہدینِ تحریک جدید!

از حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید

ایک زمیندار خوش ہوتا ہے کہ ہر برس اس کی محنت سے پہلے سے بڑھ کر فصل نکلتی ہے۔ اور وہ اپنی اراضی پر مزید روپیہ اور محنت صرف کرتا ہے تا ہر سال بیش از بیش ثمرات ظاہر ہوں۔

چندہ تحریک جدید کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ عظیم الشان تحریکوں میں سے ہے جس کا موقعہ صدیوں بعد میسّر آتا ہے اور اس کا ثواب ہر مجاہد کو اپنی وفات کے بعد سینکڑوں سال تک ملتا رہے گا۔ ظاہر ہے کہ ایسے بڑے ثواب کے حصول کے لئے ہر مجاہد کو مقدور بھر کوشش کرنی چاہیئے۔ بقایا نہیں رہنے دینا چاہیئے اور امراء، صدر، سکریٹری مال اور سکریٹری تحریکِ جدید صاحبان پر لازم ہے کہ ان امور کا خیال رکھیں۔ اور سالِ نَو کے وعدہ جات بھی جلد از جلد حاصل کر کے بھجوائیں۔ سالِ نَو یکم نبوت (نومبر) سے شروع ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے اور ہماری ناچیز پیشکش کو اپنے فضل و رحم سے قبول فرمائے۔ آمین۔

تحریکِ جدید کی مجاہد خواتین!

از محترمہ سیدہ امۃ القدّوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

فی زمانہ خواتین مَردوں کی طرح لہو و لعب پر فریفتہ ہیں۔ اور اپنا مقصدِ حیات بھول چکی ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی خواتین جہاں ان لہو و لعب سے دُور رہتی ہیں اور اعمالِ صالحہ بجا لاتی ہیں وہاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایات کے مطابق شادی بیاہ وغیرہ میں سادگی اختیار کر کے روپیہ پس انداز کر کے اور بہت سی خواتین انڈے فروخت کر کے تحریک جدید کا چندہ ادا کرتی ہیں۔ اپنی اولاد یا خاوندوں کے زندگی وقف کرنے پر ان سے لمبی جُدائی کو قبول کرتی ہیں۔ اور اسلام کے دَورِ اوّل کی خواتین کے نقشِ قدم پر چل رہی ہیں۔

تحریکِ جدید کا نیا سال یکم نبوت (نومبر) سے شروع ہو رہا ہے۔ مَیں تمام لجنات کو توجہ دلاتی ہوں کہ وہ پہلے سے بھی بڑھ کر چندے پیش کریں اور کسی معذوری کی وجہ سے جو چندہ بقایا رہ گیا ہو اسے بھی وصول کریں۔ اس کے نیک اثرات آپ کے عزیزوں پر اور آپ کی اولاد پر بھی پڑیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کے جاذب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے۔ آمین

درخواست ہائے دُعا

① سلیم پور (یوپی) کے ایک دوست مکرم عرفان علی صاحب جو حال ہی میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں ان کی بہت مخالفت کی جا رہی ہے اور سوشل بائیکاٹ کر دیا ہے احباب جماعت خصوصیت کے ساتھ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے اور استقامت بخشے۔ خاکسار: محمد عمر مبلّغ سلسلہ رڑکی (یوپی)

② خاکسار کے والدین مالی مشکلات میں مبتلا ہیں اور میری چھوٹی ہمشیرہ گزشتہ کئی دنوں سے پیٹ کے درد سے بیمار ہے۔ احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ پریشانیوں اور بیماریوں کو دُور فرمائے۔ خاکسار: صغیر احمد طاہر متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

مجاہدینِ تحریکِ جدید!

از محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریکِ جدید

اسلام کے دورِ اوّل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے تنگی ترشی برداشت کر کے مالی قربانیاں کیں۔ حصولِ رضائے الٰہی کے لئے ان کے پیش کردہ ظاہراً قلیل اموال کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے قبول کر کے حد درجہ مثمر ثمراتِ حسنہ بنایا۔ اور اُس وقت کی معلوم دنیا کا بیشتر حصہ اسلام سے اتنا گہرے طور پر متاثر ہُوا کہ عصرِ حاضر کی دُنیوی ترقیات اسلامی علوم کی خوشہ چینی کا نتیجہ ہیں۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ امام منتظر حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ میں مبعوث ہوئے۔ اور ہمیں آپ پر ایمان لانے اور آپ کے انصار بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔

کسی قوم کے عروج و ترقی کے لئے پچاسی سال کا عرصہ بہت قلیل ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یکہ و تنہا اُٹھے اور اب آپ کے متبعین کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ سینکڑوں مساجد، مشن ہاؤس، مبلغین اور بیسیوں تراجم قرآن مجید تیار ہو چکے ہیں یا زیر تیاری ہیں۔

امریکہ، یورپ، افریقہ اور انڈونیشیا وغیرہ میں احمدیت کی اشاعت کا سہرا بہت حد تک مجاہدینِ تحریک جدید کے سَر پر ہے۔ یہ سرسبز اور لہلہاتا کھیت اسی کا طیّب ثمر ہے۔ جو بیالیس سال میں ظاہر ہوا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"جماعت کو چاہیئے کہ تمام افراد کو کھینچ کر تحریکِ جدید میں شامل کرے۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ اگر وہ پہلے اس میں تھوڑا حصہ بھی لیں گے تو بعد میں وہ زیادہ حصّہ بھی لینے لگ جائیں گے۔"

(الفضل ۱۳ر جولائی ۱۹۵۷ء)

اللہ تعالیٰ سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

آل انڈیا ریڈیو پورٹ بلیر سے

احمدی مبلّغ کی نشری تقریر

خاکسار کی دعوت پر آل انڈیا ریڈیو پورٹ بلیر کے دو افسران اور نمائندے عید الفطر کے روز مسجد احمدیہ تشریف لائے۔ اور عید الفطر کی تقریب کی کارروائی ریکارڈ کی۔ بعد نمازِ عید خاکسار نے عید الفطر کی حکمت و فلاسفی پر آدھ گھنٹہ خطبہ دیا۔ جس کو آل انڈیا ریڈیو مذکور نے اسی شب ۹ تا ۹½ بجے نشر کیا۔ بلکہ اس کے بعد بھی دو مرتبہ نشر کیا۔ پروگرام سٹیشن ہیڈ آفیسر نے خاکسار کو بتایا کہ سینسر کمیٹی نے اس تقریر کو پسند کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ یہ خاکسار کی کوئی خوبی نہیں بلکہ سلسلہ کی برکت ہے۔

عید کے دن خاکسار کی دعوت پر ایک پادری صاحب اور بعض مسلم و غیر مسلم احباب بھی تشریف لائے تھے بعد نماز و خطبہ معزز مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ بعدہٗ جماعتِ احمدیہ کے بارے میں انہیں معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ اور لٹریچر دیا گیا۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: ایم۔ عبد السلام مبلّغ انڈمان پورٹ بلیر

درخواستِ دُعا: میری بیٹی عزیزہ نمی اس سال انٹرمیڈیٹ کا امتحان دے رہی ہے اس کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: محمد عبد اللہ بی ایس سی حیدر آباد۔

اعجاز القرآن اور اعجاز مسیح موعودؑ کی حقیقت

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف

عقل انسانی اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی اس کی تائید فرمائی ہے۔ انہوں نے سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں مابہ الامتیاز یہی بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو متی ۷۔۲۰۔۲۵ و $\frac{۲۰}{۲۲}$ و لوقا $\frac{۶}{۴۳ تا ۴۵}$ و یوحنا $\frac{۱۵}{۲۶}$) قرآن کریم نے بھی اس معیار کو درست قرار دے کر اپنی سچائی کا اعلان فرمایا ہے اور ثبوت میں بکثرت نشانات پیش کئے ہیں اور آئندہ کے لئے بھی یہ کہہ کر کہ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ نشانات کا وعدہ دیا ہے۔

جو نشانات قرآن کریم میں بکثرت پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک لازوالی اور بے نظیر نشان قرآنی اعجاز ہے جسے اللہ تعالےٰ نے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ (بقرہ) میں پیش فرمایا ہے۔ اور جس کا معارضہ کرنے سے بمطابق پیشگوئی اہل زبان و اہل ملک و اہل مذاہب قاصر رہے۔ کیونکہ انسان کے نام و کلام کا تو مقابلہ ممکن ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کے کلام و کلام کا مقابلہ اور اس کی تحدّی اور چیلنج کا معارضہ محال ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے کلام کے متعلق جو وہ خدائی تائید و نصرت سے کرتے تھے۔ انجیل میں لکھا ہے :

"پیادوں نے جواب دیا کہ انسان کبھی ایسا کلام نہیں کرتا جیسا کہ یہ انسان کرتا ہے۔" (یوحنا $\frac{۷}{۴۶}$)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کا بے نظیر و مثل کلام جو ان کو خدا سے ملا تھا۔ ان کے سچے مسیح اور منجانب اللہ ہونے کی زبردست دلیل تھا اور یہی دلیل قرآن مجید میں صداقت کیلئے خدا تعالےٰ نے پیش فرمائی ہے فرمایا

"لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا" (بنی اسرائیل ع ۱)

اس عظیم الشان نشانِ صداقت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے قائم رکھا ہے۔ اور کوئی نہیں جو اسے باطل کر سکے چودہ سو سال کا عرصہ اس پر گزرا ہے کہ دنیا اس کے معارضہ سے عاجز ہے

— مگر دجالی قوم نے عاجز آ کر اس دائمی معجزہ و نشان اور اپنے عجز پر پردہ ڈالنے کے لئے جس دجل سے کام لیا ہے وہ پادری اکبر مسیح کی "تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن" سے واضح ہے۔ چنانچہ اس کی لن ترانیاں ملاحظہ ہوں۔

پادری بلا ثبوت لکھتا ہے :-

(۱) تحدی اپنی ذات میں کچھ بھی وزن نہیں رکھتی۔ تحدی ذوق سلیم کے منافی ہے۔ اور مہذب طبائع کے سراسر منافر۔

(۲) قرآن میں تحدی ہے مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ تحدی کس اعتبار سے کی گئی ہے باعتبار فصاحت و بلاغت یا باعتبار ہدایت یا باعتبار اُمیّت۔

(۳) یہ بھی واضح نہیں کہ اس تحدی کی آیت مخالفین کو بھی سُنائی گئی یا محض دائرہ مومنین میں محدود رہی۔

(۴) یہ [illegible] ہے کہ تحدّی کی گئی تو مدینہ میں کی گئی جبکہ غلبۂ اسلام ہو چکا تھا اور لوگ آزاد بھی ہو چکے تھے۔ اور مخالفت میں جان جانے کا اندیشہ تھا

(۵) ہمیں معلوم نہیں کہ اس تحدّی کے ساتھ معاصرین نے کیا سلوک کیا۔

(۶) جن لوگوں نے معارضہ کیا ان کا کلام حکومتِ اسلام ہو جانے کے باعث تمام ملک میں غارت ہو گیا۔

(۷) سبع معلّقہ، مقاماتِ حریری، متنبی وغیرہ کو بطور معجزہ کے ذکر کیا ہے۔

اس طرح کی کئی باطل وجوہات قرآنی اعجاز کو باطل ثابت کرنے کے لئے پادری صاحب نے رکھی ہیں اور قرآن مجید کی زبان و دعاوی و ترتیل کو بھی اعتراضات کا نشانہ بنایا ہے مثلاً وہ کہتا ہے کہ ترتیل کے ساتھ پڑھنے کے لئے جنگ بنائینگے حالانکہ اَتْلُ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا کا حکم خدا نے دیا ہے اور اس کے مطابق آنحضرت صلعم کو ترتیل کا حکم دیا اور آپنے ہمیشہ ترتیل کے ساتھ پڑھایا اور سنایا پادری صاحب نے آخر میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عربی قصیدہ اعجاز احمدی و علی محمد و بہاء اللہ ایرانی کی کتب کو قرآنی اعجاز کے ابطال کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب بیچارہ کوئی معجزہ نہ لا سکا ...... اس نے تحدی کرنا شروع کر دیا ..... اور اُس کو اس میں کوئی مشکل نظر نہ آئی کیونکہ وہ ایران میں دو زندہ اور نہایت کامیاب میں دیکھ چکا تھا۔ علی باب نے بالکل قرآن کے اسلوب پر کتاب البیان کو الہام کے نام سے سُنایا اور دعویٰ کیا کہ ساری دنیا میں قدرت نہیں کہ اس کے ایک نقرہ ایک حرف یا لفظ کی مانند کوئی کہہ سکے پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد حسین علی بہاء اللہ نے ایک کتاب عربی میں قرآن کی طرح کتاب الاقدس کے نام سے سُنائی اور ویسے ہی دعوے کئے ...... علیٰ آثارھم مرزا صاحب بھی تشریف لائے۔"

(ھمسا اکتوبر ۱۹۷۲ء)

پادری صاحب نے ان ہر دو تحدی کا ثبوت پیش نہیں کیا لہذا وہ خارج از بحث ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تشریف لانے پر پادری صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ـــــ

"اپنے کلام کے لئے اس اعجاز کا دعویٰ کیا جو مسلمان قرآن کے لئے کرتے چلے آئے ہیں اس کے ثبوت میں ہم مرزائی تفسیر القرآن سے جو سطور ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۷ء میں علیحدہ چھپتی رہی ذیل کی عبارت نقل کرتے ہیں :-

جب خداوند کریم نے اپنے پیارے خاتم الانبیاء کے معجزات اور برکات کو دوبارہ دنیا میں تازہ کرنا چاہا تاکہ دائمی صداقت دنیا پر از سر نو حجت پوری کرے تو خداوند کریم نے اس زمانے میں اپنے ایک برگزیدہ بندے کو ...... بروز محمدی بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور منجملہ اور معجزات و نشانات کے ایک معجزہ یہ بھی آپ کو عنایت کیا کہ آپ نے بہت سی کتابیں عربی زبان میں پُر از حقائق و معارف قرآنیہ لکھیں اور بڑی تحدّی سے ان میں سے ہر ایک کی مثل عرب و عجم سے طلب کی اور قرآن کی مانند ان کو اختیار دیا کہ اپنے سب مددگاروں کو بلا لیں۔ اور پھر ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی کر دی کہ وہ ہرگز کوئی اُن کی مثل نہ لا سکے گا۔ چنانچہ ان کتابوں کے شائع ہوئے سالہا سال گذر چکے اور عرب و عجم ان میں سے ایک کی بھی مثال نہ لا سکے حالانکہ مخالفت کی کوئی حد نہیں ...... آپ نے اپنے صدق و کذب کا سارا دارومدار مثل کے لانے نہ لانے پر رکھ دیا تھا لیکن اب تک کوئی بھی نہیں لا سکا۔"

پادری صاحب نے ایک طرف تو یہ عبارت چیلنج خود ہی نقل کیا ہے اور دوسری طرف وہ چیلنج کی وضاحت یوں فرماتے ہیں کہ :-

"اب تماشہ دیکھو کہ خود سوچ سمجھ کر مرزا نے اپنی تحدّی کو قرآن کی تحدّی کی طرح مشتبہ نہیں رہنے دیا۔ اس کا مطلب مختلف الفاظ میں بکثرت حضرات نے بیان کر دیا۔ انعام کا وعدہ کبھی ہزار کا کبھی دس ہزار کا مخالفین پوری طرح آزاد ہیں۔ قادیان کے پاس کوئی تلوار نہیں جسکا ڈر ہو۔ مرزا سے بڑھ بڑھ کر عربی دان موجود ہیں۔ اور مرزا سے ہزار درجہ بہتر عربی بولنے والے لکھنے والے اور عجمی ہونے میں سب کو مساوات حاصل ہے۔ پھر بھی مرزا یہ کہتا ہے۔ (اس کے آگے حضرت اقدس کا چیلنج نقل کیا ہے تا تتمہ انجام آتھم صفحہ ۲۳۴ و ۲۳۵)

مدعا یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے :-

"میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے"

(ضرورۃ الامام صفحہ ۲۰)

اپنی کتاب نور الحق میں عیسائی علماء کو انعامی چیلنج کیا کہ وہ بالمقابل فصیح و بلیغ عربی میں مقابلہ کر کے دکھائیں مگر وہ مقابلہ پر نہ آئے اور منہ دیکھتے رہ گئے۔

غرضیکہ قرآن مجید کے اعجاز کو باطل ثابت کرنے کے لئے عیسائیوں کے تمام عذرات کا قلع قمع کرنے کے لئے آپ نے قرآن کے ظلّی معجزہ کے طور پر اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بے نظیر کتب کو پیش کر کے سب کے دانت کھٹے کر دیئے کوئی مخالف میدان میں نہ نکلا۔ سب آئیں بائیں شائیں کر کے رہ گئے اس کے باوجود ڈھیٹ پادری صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ بیچارہ کوئی معجزہ نہ لا سکا۔"

(۲) پادری صاحب ان کے اس معجزہ کے مقابل پر مولویوں کا عجز اور اس کے وجوہ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ :-

"مرزا کے مقابلہ میں جو مولوی رہ گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ گو وہ بھی اس قسم کی عبارت لکھنے پر قادر ہیں جیسا کہ قرآن کی نسبت ادب آج تک مانع رہا کہ کوئی مسلمان اس اسلوب پر عبارت بنائے یا کسی عبارت کو اس کی مثل کہے۔"

(۳) پادری صاحب لکھتے ہیں اور اپنے مذکورہ دعویٰ کے خلاف لکھتے ہیں :-

"مرزا کو نہ خدا کا خوف تھا نہ رسول کا ڈر

۔۔۔۔۔ اس نے درجنوں تبلّت پیدا لکھ ڈالے۔ مرزا قادیانی نے دراصل قرآن شریف کا معارضہ کیا۔ اور اس کی مزعومہ تحدی کا جواب دیا۔"

(صفحہ ۴۸)

دیکھا آپ نے! پادری کا دجل آپ کے قرآنی ظلّی اعجاز کو جو قرآنی اعجاز کی تائید میں پیش کیا گیا ہے قرآن کریم کے اعجاز کو باطل قرار دے رہا ہے۔ حالانکہ وہ قرآن کریم کے معارضہ کے طور پر نہیں بلکہ اس کی تصدیق کے لئے ہے۔ پادری صاحب موصوف مولویوں کے عجز کا باعث اب قرار دیتے ہیں اور عیسائیوں کے عجز پر پردہ ڈالنے کے لئے قرآنی تحدی و چیلنج کو ذوق سلیم کے منافی اور مہذب دنیا کے مذاق کے خلاف ٹھہراتے ہیں۔

پادری صاحب کی مثال اس لومڑی کی سی ہے جو انگوروں تک اپنا منہ نہ پہنچا سکنے کی وجہ سے انگور کھٹے ہیں کہہ کر لوٹ گئی اور اس طرح اپنی شرمندگی کے داغ کے ازالہ کے لئے ایک من مانا عذر تراش لیا۔

قرآنی اعجاز کے خلاف ان کے من گھڑت تراشیدہ عذرات کو حضرت بانی سلسلہ نے جب توڑ کر عربی فصاحت و بلاغت کا چیلنج عیسائیوں وغیرہ کو دیا تو انہوں نے تحدی و چیلنج کو ہی اپنی ذات میں غیر مہذب یا فتنہ کا موجب ٹھہرا کر اپنی جان چھڑائی۔

اب رہا یہ سوال کہ کیا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عربی اعجاز سے قرآنی اعجاز باطل ٹھہرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ کا یہ اعجاز نہ تو قرآن مجید کے مقابلہ پر ہے اور نہ اس کے برابر درجہ رکھتا ہے بلکہ آپ کا یہ اعجاز قرآنی اعجاز کے درجہ سے کمتر ہے اور اس کا مقابلہ نہیں کرتا گو اپنی جگہ وہ بھی دنیا کے لئے اعجاز ہی ہے۔ اور یہ اعجاز قرآنی اعجاز کو باطل ہرگز نہیں کرتا بلکہ اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ہے۔ اور ان جملہ عذرات کو باطل ثابت کرتا ہے جو قرآن کریم کے چیلنج اور تحدی کے خلاف پیش کئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے اپنے چیلنج فصاحت و بلاغت اعجاز سے سب کے عذرات کو باطل کر کے یہ نیا اعجاز پیش کر کے قرآنی اعجاز کی حقیقت مبرہن کر دی ہے۔

رہا پادری صاحب کا اسے قرآنی اعجاز کے بالمقابل پیش کرنا اور اس کے باطل ہونے کے ثبوت میں پیش کر کے کہنا کہ مرزا صاحب نے قرآن کریم کے معارضہ کو دیکھا یا وہ قرآن کریم کی بے ادبی کے مرتکب ہوئے ایسا ہی باطل ہے جیسا کہ اس کا علی محمد باب اور حسین علی کے گمنام کلام کو خلاف ان کی مرضی کے پیش کر کے دنیا کو دھوکا دینا ہے یہ تو نری شرارت اور گواہ چست داہ سست والا معاملہ ہے۔ ہم اپنے ثبوت میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا اپنا بیان پیش کرتے ہیں جس سے صاف اس امر کی تشریح ہو جاتی ہے کہ آپ نے عربی اعجاز کو قرآن کریم کے معارضہ کے لئے نہیں بلکہ تائید و توثیق و تصدیق کے لئے بطور ظلّی کے پیش کیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

وإنّ الّذين ورثوا نبيّهم يعطون من نعمه على الطريقة الظلية ولولا ذلك لبطلت فيوض النبوة فإنهم كالولد للمتقضي وكعكس لصورة في المرآة ترى أنهم استحلوا بيزود المفاخر وارتحلوا من غناء الرياء فما بقيت شيء من أنفسهم وظهرت صورة خاتم الانبياء فكل ما ترون منهم من افعال خارقة للعادة او اقوال مشابهة بالصحف المطهرة فليست هي منهم بل من سيدنا خير البرية ولكن في الحلل الظلية ...... الا إن لعنة الله على الذين يقولون إنا ناتي بمثل القرآن إنه معجزة لا ياتي بمثله احد من الانس والجان وإنه جمع معارف ومحاسن لا يجمعها علم الانسان بل إنه وحي ليس كمثله غيره وإن كان بعده وحيًا آخر من الرحمٰن ..... تجليات في ايحائه

ترجمہ:- اور اپنے نبی کے وارثوں کو بطور ظلّیت کے آپ کی نعمتیں اور رحمت ہوتی ہیں اور اگر یہ قاعدہ جاری نہ رہتا تو نبوت کے فیض باطل ہو جاتے اس لئے کہ یہ وارث نقش ہوتے ہیں اس اصل کے جو گزر چکی ہوتی ہے۔ اور گویا عکس ہوتے ہیں ایک صورت کے جو شیشہ میں نظر آتا ہے ان لوگوں نے فنا کی سلائیوں سے سرمہ آنکھ میں ڈالا ہوتا اور ریاکاری کی آنکھ سے کوچ کر چکے ہوتے ہیں اس طرح پر ان کا اپنا تو کچھ نہیں رہتا۔ اور خاتم الانبیاء کی صورت ہی تو نمودار ہوتی ہے۔ سو ان لوگوں سے جو خارق عادت افعال یا اقوال پاک نوشتوں سے مشابہ جو تم دیکھتے ہو وہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ وہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں ہاں وہ ظلیت کے لباسوں میں ہوتے ہیں ...... سنو! خدا کی لعنت ان لوگوں پر جو دعویٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں قرآن کریم معجزہ ہے۔ جس کی مثل کوئی انس و جن نہیں لا سکتا اور اس میں وہ معارف و خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کر سکتا بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی نہیں اگرچہ رحمٰن کی طرف سے اس کے بعد اور وحی بھی ہو اس لئے کہ وحی ربانی میں خدا کی تجلیات ہیں۔

(الھدیٰ صفحہ ۲۱ و صفحہ ۳۳)

اس واضح اعلان کے باوجود پادری اکبر مسیح ڈھیٹ بن کر لکھتا ہے کہ قرآن کریم کی مثل کسی اور نے نہ کہا آخر مرزا نے تو کہہ دیا اگر انسان نے نہ کہا چلو جن نے کہہ دیا اور الشیطان کان من الجن۔ غرضیکہ جن امور کو ہم علمی بحث میں حل کر سکتے ہیں اس کو مرزا نے عوام پسند طریقہ سے اپنی تحدی میں حل کر دیا ہے۔ ہمارا ایمان یہ ہے کہ مرزا اسلام اور قرآن سے بالکل منکر ہے اور اس نے اپنے اقوال و افعال سے قرآن اور اس کے پیغمبر کا بہت ہی اچھی طرح مضحکہ اڑایا ہے۔"

(ھما صفحہ ۴۹ و صفحہ ۵۰)

یہ ہے پادری صاحب موصوف کا دجل اور شیطنت کہ وہ آپ کے عربی فصاحت و بلاغت کے اعجاز کو آپ کے اعلانات کے خلاف قرآن شریف کا معارضہ و مقابلہ اور اس کی تحدی کا جواب بتاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر دجل اور فریب اور کونسا ہوگا؟

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کی تحدی و چیلنج اپنی جگہ حجت کے لئے قائم ہے اور اس پر تراشے گئے عذرات کا جواب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اعجاز نے دیگر قرآنی اعجاز کو موجودہ ...... میں اور بھی روشن کر دیا۔ اور مخالفین کی کمریں اور ... توڑ دیں اور پادریوں کے منہ کالے کر دیئے۔

پادریوں کی بڑی بڑی قابل علمی مجلسوں نے بائیبل کا عربی ترجمہ کر کے قرآن کریم کے بالمقابل اسے کھڑا کرنے کی کوشش کی مگر عربی جاننے والا ہر شخص اسے اور قرآن مجید کو بالمقابل رکھ کر دیکھ سکتا ہے کہ بائیبل کی عربی قرآن کریم کے پاس تک بھی نہیں جبکہ قرآن مجید محض ایک فردِ واحد اُمّی نبی کا پیش کردہ ہے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اعجاز نے اس اعجاز کو اور نمایاں کر دیا ہے آپ کا اعجاز محض خدا تعالیٰ کی تائید سے ہے وہ الہام نہیں مگر پھر بھی بے مثل کلام ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ کرنے پر قادر نہیں ہو سکا تو قرآن مجید جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کا مقابلہ بھلا کون کر سکتا ہے؟ ان دونوں اعجازوں کے سامنے پادریوں کی چالاکیاں اور لن ترانیاں عبث ہیں ان کے پاس سوائے مکر و فریب اور دجل و تلبیس اور گالیوں کے رکھا ہی کیا ہے پادری نہ قرآن مجید کے اعجاز کے سامنے آسکے اور نہ بانی سلسلہ احمدیہ کے اعجاز کے سامنے دونوں سے کنی کترا گئے اور غیر احمدی علماء محض ڈینگیں مارتے رہ گئے۔ اور آپ کے اعجاز کو باطل نہ کر سکے اور کر بھی کیسے سکتے تھے۔ کیونکہ اسے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید کے اعجاز کی تائید و تصدیق کے لئے قائم کیا ہے جبکہ دین اعجاز نے خود بھی عرب میں اہل زبان کی کایا پلٹ کر دکھا دی ہے۔ یہ دونوں ہی لاثانی اعجاز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مقابلہ پر کسی کو بھی اپنی طرف سے کچھ پیش کرنے اور اس کے بیان میں اس کا مثل لانے کی جرأت نہیں ہوئی ۔۔۔۔ سوائے پادری کے۔ اور اگر کسی نے حریری یا کسی اور تحریر کو معجزہ کہہ بھی دیا ہے۔ تو اس سے یہ کس طرح ثابت ہوگا؟ اس نے اسے قرآن مجید کی مثل قرار دیا ہے۔ یہاں تو مطالبہ و چیلنج فأتوا بسورة من مثله کا ہے۔ دلیہ تو کوئی سرپھرا کچھ غلط سلط عبارت لکھ کر اسے قرآن مجید کی مانند ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے لیکن جو فخر اسلام کو حاصل ہے اسے کسی کی لن ترانیاں باطل نہیں کر سکتیں یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اسلام و احمدیت زندہ باد!

درخواستِ دُعا: مکرم سید عبدالہادی صاحب اورنگ آباد سے لکھتے ہیں کہ مکرم قمرالدین صاحب کے ہاں چار بیٹوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا فرمائی ہے۔ اس خوشی میں موصوف نے تین روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ بچی کی درازیٔ عمر اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

نیز قمرالدین صاحب ولد عزیز نعیم الدین صاحب میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں اس میں ان کی نمایاں کامیابی کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (مینیجر اخبار بدر قادیان)

مسئلہ تعدد ازدواج

از مکرم عبد الحمید صاحب انصاری حیدرآباد دکن

اسلام نے رہبانیت سے منع فرمایا اور نکاح کو ضروری قرار دیا ہے، سوائے اس کے کہ کوئی صورت معذوری ہو۔ انبیاء کے لئے اور خصوصاً شارع نبی کے لئے تو شادی کرنا ازبس ضروری ہے تاکہ وہ اپنی حُسنِ معاشرت کا نمونہ اپنی اُمت کے واسطے قائم کر سکے اور اس لئے بھی کہ تبلیغِ دین واحکام کے کام میں اُس کی بیوی اُسکی مددگار ہو سکے۔ عورتوں سے متعلق جو مسائل ہوتے ہیں ان کی تبلیغ و تعلیم جس خوبی کے ساتھ ایک عورت کر سکتی ہے، مرد نہیں کر سکتا۔ بلکہ انبیاء کے لئے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک سے زائد شادیاں کریں تاکہ تبلیغ کا کام آسان ہو جائے۔ اسی لئے اکثر گذشتہ انبیاء بھی تعدد کے مسئلہ پر کاربند تھے اور بنی اسرائیل کی تاریخ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض انبیاء کی سینکڑوں بیویاں تھیں۔ عیسائی آج تعدد ازدواج کو آڑ بنا کر مسلمانوں پر معترض ہوتے ہیں، حالانکہ یہ سُنت خود اُن کے انبیاء کی قائم کردہ ہے۔ عیسائیوں کے ایسے ہی اعتراضات سے متاثر ہو کر مسلمان بھی اس کو ایک قبیح مسئلہ سمجھنے لگے ہیں اور اسے ایک ذریعہ عیش خیال کرتے ہیں حالانکہ دنیا میں بہت سے کام ایسے بھی ہیں جو بظاہر خوشنما اور سُننے میں کانوں کو بھلے لگتے ہیں لیکن عمل کی کسوٹی پر آکر بالکل ہی اور رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ تعدد ازدواج کا مسئلہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔ اسلام نے نکاح کے ساتھ جن شرائط کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے، مثلاً یکساں سلوک، عدل، تعہدِ نان و نفقہ اور مہر وغیرہ۔ اُن کی پابندی کے ساتھ نکاح ہرگز عیاشی کی تعریف میں نہیں آسکتا اور پھر ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کا معاملہ تو بالکل ہی الگ ایک شئے ہے۔ اُن پر بحث کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اُس وقت کے ماحول اور اسلام کے تمام تدریجی حالات و نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ماننے اور انکار کرنے والوں کے سارے واقعات کو نظر کے سامنے رکھا جائے اور عربوں کی قبائلی زندگی اور اُن کی مخصوص عادات، رسومات اور اعتقادات پر عبور حاصل کیا جائے۔

حضرت خدیجہ رضؓ سے حضور صلعم نے اُس وقت شادی کی جب کہ خود آپؐ کی عمر پچیس۲۵ اور حضرت خدیجہ رضؓ کی چالیس۴۰ سال تھی۔ چھبیس۲۶ یا ستائیس۲۷ سال آپ نے اُن کے ساتھ گزار لیا اور کبھی کسی اور شادی کا خیال بھی آپ کو نہیں آیا۔ حضرت خدیجہ رضؓ کے انتقال کے بعد حضور کی زندگی میں ایک خلاء پیدا ہو گیا تھا اور ضرورت تھی کہ کوئی ایسی عورت آپ کے نکاح میں آئے جو معیارِ نبوت پر پوری اُترے، آپ کی رفیق و جان نثار ہو، نیز اپنے عمل و کردار، فرمانبرداری، مستعدی، جوشِ تبلیغ، دین کے سیکھنے اور سکھانے کی زیرکی اور صحت مند قوتِ اجتہاد میں بھی اِس پایہ کی ہو کہ نبی کی شایانِ شان معاون ثابت ہو سکے۔ حضورؐ نے اِس کے لئے دُعائیں شروع کیں۔ اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ آپؐ کو اپنے انتخاب کی خبر دی کہ ان تمام خوبیوں کی اہل حضرت عائشہ رضؓ ہیں۔ چنانچہ ایک سبز کپڑے پر حضرت عائشہ رضؓ کی تصویر آپؐ کو دکھائی گئی اور کہا گیا کہ آپؐ یہ تیری بیوی ہے دنیا و آخرت میں۔ حضورؐ نے کسی کے آگے اِس کا اظہار نہیں فرمایا۔ چند دِنوں بعد خود بخود حالات پیدا ہو گئے۔ حضرت خولہ رضؓ بنت حکیم زوجہ عثمانؓ بن مظعون جو رشتہ میں حضورؐ کی خالہ ہوتی تھیں، آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ، آپؐ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ حضورؐ نے پوچھا کہ کس سے کروں۔؟ اُنہوں نے عرض کیا کہ آپؐ پسند فرمائیں تو کنواری بھی موجود ہے اور بیوہ بھی۔ آپؐ نے پوچھا کون؟ کہا کہ کنواری تو عائشہ ہیں۔ (اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ اُس وقت اتنی کم عمر نہیں تھیں جتنی عام روایتوں میں بتائی جاتی ہیں) اور بیوہ سودہؓ بنت زمعہ جو آپؐ کے خادم سکران بن عمرو کی بیوہ ہیں۔ (واضح ہو کہ حضرت سودہؓ اُس وقت کافی پختہ عمر کو پہونچ چکی تھیں یہاں تک کہ حضورؐ سے نکاح کے چند دنوں بعد ہی وہ مباشرت کے قابل نہیں رہیں۔ اُن کا کوئی والی و مددگار نہ تھا اور اُس وقت کے کفار کے ظلم وستم کی وجہ سے غریب، نادار اور لاوارث مسلمان ایک انتہائی صبر آزما دَور سے گزر رہے تھے) حضورؐ نے فرمایا کہ اچھا! تم اِن دونوں کے متعلق بات کرو۔ چنانچہ بات ہوئی، دونوں فریقین نے بھی رضامندی کا اظہار کیا اور چار چار سو درہم مہر پر نکاح پڑھا گیا۔ تقریب رخصتانہ صرف حضرت سودہؓ کی عمل میں آئی اور حضرت عائشہ کو بوجہ کم سِنی کے تین چار سال بعد رخصت کیا گیا۔

اب یہاں چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ حضرت عائشہ رضؓ کی عمر چھ سال یا نو سال تھی یا کچھ اور کم زیادہ؟ سو واضح ہو کہ اِس بارے میں نہ تو قرآن سے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے اِس کی تصدیق ہوتی ہے۔ چند روایتیں جو اعتبار کے درجے سے ساقط ہیں، مشہور ہو گئی ہیں۔ ورنہ قرآن اور احادیث اِس سلسلے میں خاموش ہیں۔ دوسرا یہ کہ اُن کی عمر کے چھوٹے یا بڑے ہونے پر کوئی اعتراض ہوتا تو اُن کے والدین کو ہوتا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ پھر آج کسی کا اِس مسئلہ کو ایک اعتراض کے رنگ میں اُٹھانا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ تیسرا یہ کہ اُس زمانہ کی روایات کے مطابق عربوں میں چھوٹی اور بڑی عمر کی شادیاں نہ تو معیوب تھیں اور نہ قابلِ اعتراض سمجھی جاتی تھیں۔ چنانچہ مسلمانوں میں سے ہی نہیں بلکہ مخالفین میں سے بھی کسی نے نہ تو اِس شادی کا مضحکہ اُڑایا اور نہ اسے ایک قبیح فعل سمجھا۔ چوتھے یہ کہ اصولاً نقل کے سامنے عجز کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو جسے قرآن مجید نے کفار کے سامنے اِن الفاظ میں پیش فرمایا تھا کہ

فقد لبثت فیکم عمرًا من قبله افلا تعقلون (یونس)

کہ میں نے ایک عرصہ تمہارے اندر گزارا ہے اور تم مجھ سے خوب واقف ہو۔ تم میں سے کوئی ہے جو میری زندگی کے کسی گوشے پر حرف گیری کر سکے؟ اور اِس کے مقابلے میں تاریخ بتاتی ہے کہ کفار نے کوئی چوں و چرا نہیں کی اور زبان حال سے اس دعویٰ کو صحیح اور درست تسلیم کر لیا۔ قرآن مجید کی تو یہ تعلیم ہے کہ محصنین غیر مسافحین یعنی تمہارے نکاح کا مقصود تو یہ ہے کہ تمہیں عفت اور پرہیزگاری حاصل ہو اور شہوات کے بد نتائج سے تم بچ جاؤ۔ یہ نہ ہو کہ تم حیوانات کی طرح بغیر کسی پاک غرض کے شہوت کے بندے ہو کر اس کام میں مشغول رہو۔ پس ایک نبی شارع جس نے خود یہ تعلیم ہمیں دی ہے کیا اُس کے بارے میں تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ اُسکا فعل اُس کے قول سے متضاد تھا؟ ہرگز نہیں۔ بعض لوگ اِس سلسلے میں کہہ دیتے ہیں کہ فطرتِ انسانی بہرحال تعدد ازدواج کو تسلیم نہیں کرتی۔ اِس بارے میں عرض ہے کہ نورِ فطرت بعض دفعہ مخالف عناصر کے نیچے دب کر کمزور یا مردہ بھی ہو جایا کرتا ہے اور ایسی صورتمیں اُسکا فتویٰ قابل قبول نہیں رہتا جب تک کہ اُس کو غیر سے تعصبات سے پاک نہ کیا جائے۔ مثلاً طلاق کا مسئلہ ہے۔ عیسائیوں میں صدیوں سے یہ دستور چلا آرہا تھا کہ طلاق صرف ایسی صورتمیں جائز ہے جبکہ مرد اپنی بیوی کو کسی دوسرے مرد سے بدکاری میں ملوث دیکھ لے۔ چنانچہ اسی کے مطابق قوانین وضع ہوتے رہے اور اسلام کے مسئلہ طلاق کا ہمیشہ مذاق اڑایا جاتا رہا لیکن اب مشاہدہ اور تجربوں کے دھکوں نے عیسائیوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اِس خالص دینی مسئلہ کو دنیوی پارلیمنٹ میں پیش کر کے اِس میں ترمیم کرائیں۔ چنانچہ وہ کر دائی گئی ہے اور اُسی پر عمل درآمد ہے۔ یعنے ان کی فطرت نے اپنی مسخ شدہ صورت کو اجاگر کر لیا کیونکہ علاوہ زنا کے اور بھی بہت سی صورتیں تجربہ میں آئیں جن میں میاں بیوی کا اکٹھا رہنا محال ہو گیا۔ اسلام چونکہ فطرتی تعلیم کا خوگر ہے اِس لئے اُس نے ابتدا ہی سے اُن تمام نقائص سے اپنے آپ کو پاک رکھا جو آئندہ کبھی بھی چل کر اِس کے مستقیم ہونے کا ثبوت بن سکتے تھے۔ اسلام نے بتایا کہ نکاح ایک پاک معاہدہ ہے جو مرد اور عورت دونوں پر بعض شرائط عائد کرتا ہے، مثلاً مرد کی طرف سے مہر، نان و نفقہ کا تعہد اور حسنِ معاشرت اور عورت کی طرف سے پاکدامنی، عفت، نیک چلنی اور فرمانبرداری۔ پس نکاح کی بجز اِس کے اور کوئی حقیقت نہیں کہ ایک پاک معاہدہ کے شرائط کے تحت دو انسان زندگی گزاریں۔ اگر اُن شرائط کی پابندی میں کوتاہی ہو تو جس طرح ہر معاہدہ شرائط شکنی کی صورت میں فسخ ہو جاتا ہے اِسی طرح نکاح بھی کہ طلاق کے ذریعہ علیحدگی اختیار کر لی جاتی ہے لیکن یہ بھی جاننا چاہیئے کہ نکاح کے اِن شرائط کے ذیل میں ہر شرط کے ساتھ کچھ ضمنی شرطیں ہیں جن کی تکمیل کا ثبوت ضروری ہے اور پھر اسلامی طلاق میں اگر وہ مرد کی طرف سے دی جائے تو بڑا بار اُٹھانا پڑتا ہے۔ یعنی شادی کے اخراجات تو ہوئے ہی تھے، ایک رقم کثیر مہر کی بھی واجب الادا ہوتی ہے۔ کیونکہ مہر عورت کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔ پھر قرآن کا یہ بھی حکم ہے کہ طلاق کے وقت تک جو کچھ مال و متاع اور تحایف وغیرہ عورت کو دئے جا چکے ہوں واپس نہ لئے جائیں۔ اگر عورت صاحبِ اولاد ہو تو بچوں کے تعہد کی مشکلات الگ ہیں۔

اب ہم پھر اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضؓ کے بعد جو خلاء پیدا ہوا تھا وہ حضرت عائشہ رضؓ ہی کے ذریعہ پُر ہوا۔ آج ہم بخوبی سمجھتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہ رضؓ سے حضورؐ کا نکاح نہ ہوا ہوتا تو اسلام کے بہت سے احکام اور خصوصاً عورتوں کے مسائل کے بارے میں اسلامی تعلیمات

ایک معرض گمنامی میں پڑ جاتیں - حضرت عائشہؓ سے نکاح میں کئی غایتیں تھیں - ایک تو یہ کہ وہ نو عمر تھیں اِس لئے اِس قابل تھیں کہ تعلیماتِ اسلامی کو جلد بآسانی اور بخوبی سیکھ سکیں اور ایسی دینی معلمہ بن سکیں جو ایک شارع نبی کی بیوی کے واسطے ضروری ہے - دوسرے یہ کہ وہ نہایت ذہین اور ذکی تھیں اور تفقہ فی الدین اور دینی مسائل کے سیکھنے کے لئے نہایت موزوں تھیں - چنانچہ نتیجہ خاطر خواہ نکلا اور آج اُن کا شمار مجتہدین صحابہ میں ہوتا ہے - امام زہری کی شہادت ہے کہ اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم وسیع تر ہوگا (طبقات ابن سعد جزو دوم) تیسرے بوجہ کم عمر ہونے کے بظاہر توقع تھی کہ وہ ابھی بہت لمبی عمر پائیں گی - اور عورتوں میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا انہیں زیادہ موقعہ مل سکیگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - چوتھے یہ کہ انہوں نے بچپن سے ہی اسلام کو دیکھا اور برتا تھا - اسلامی عادات و اطوار اچھی طرح سیکھ لئے تھے - اور تعلیمات اسلامی کا ایک مجسمہ نمونہ تھیں - پانچویں یہ کہ وہ اول المومنین اور افضل المسلمین کی صاحبزادی تھیں - حضرت صدیق اکبر کا کاشانہ وہ قطعہ سعادت تھا جہاں خورشید اسلام نے سب سے پہلے ضیا باری کی - یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی تربیت نہایت اعلیٰ اور کامل شعار اسلامی کے مطابق ہوئی تھی - اور وہ عورتوں میں نمونہ بننے کے لئے خاص طور پر قابل تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ انتخاب وقت پر اپنے پھل لایا اور آج جس قدر مسائل اور تعلیماتِ اسلامی (خصوصاً متعلقہ اُناث) حضرت عائشہؓ کے ذریعہ ہم تک پہونچی ہیں کسی اور صحابیہ کے ذریعہ نہیں پہونچیں - عام دینی مسائل میں بھی اُن کی نظر کا یہ عالم تھا کہ کبار صحابہ بھی اُن سے فتویٰ لیا کرتے تھے -

اب ہم دیگر ازواج مطہرات کے بارے میں عرض کرتے ہیں کہ اُن میں سے بعض نکاح تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کریم النفسی اور حد درجہ جذبۂ ایثار و قربانی کی دلیل تھے اور بعض نکاح قبائل مختلفہ میں اتحاد و یگانگت اور تعلقات کی استواری کے لئے کئے گئے تھے - جہاں تک اِس اعتراض کا سوال ہے کہ نعوذ باللہ تعدد ازدواج ایک ذریعہ عیاشی ہے ہم عرض کریں گے کہ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم اِس سے پاک اور برتر تھے - کیونکہ اُس زمانے میں جبکہ آپ کی عمر جوانی کی تھی اور آپ صاحب ثروت بھی نہیں تھے، مخالفین نے آپ کے سامنے دولت و حکومت کے ساتھ ساتھ خوبصورت ترین عورتوں کی بھی پیشکش کی تھی - جسے آپ نے ٹھکرا دیا تھا - دوسرے یہ کہ اِن نکاحوں میں خاص مصالح کو ملحوظ رکھنے کا ثبوت اِس بات سے بھی ملتا ہے کہ سوائے حضرت عائشہؓ کے آپکی تمام ازواج یا تو بیوہ تھیں یا پھر مطلقہ - کنواری کوئی بھی نہیں تھی - عمر کے لحاظ سے بھی اکثر بڑھاپے کے قریب تھیں اور بظاہر صورت شکل کے اعتبار سے بھی اُن کو نمایاں کوئی خصوصیت حاصل نہیں تھی - حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت میمونہؓ اور حضرت ام المساکین رضؓ بیوہ تھیں - محض اُن کا بار کفالت اُٹھانے اور محض ایک احسان اور نمونہ قائم کرنے نیز اِن کی دلداری کے لئے آپ نے ان کو اپنے کنار عاطفت میں لے لیا تھا - اور یہ اُس وقت کے مخصوص حالات کا تقاضہ تھا - حضرت زینب بنت جحش سے نکاح اِک رسم متبنّی کو توڑنے کے لئے تھا - حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ حضرت ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم کی لڑکیاں تھیں جن سے نکاح کا مقصد علاوہ مقاصد مذکورہ کے خاندانی تعلقات میں توسیع و اضافہ بھی تھا - ام حبیبہؓ ابوسفیانؓ رئیس بنو امیہ کی بیٹی تھیں - حضرت جویریہ رضؓ قبیلہ بنی المصطلق کی رئیسہ تھیں - یہ دونوں قبیلے عربوں میں اپنی مخصوص روایات کی وجہ سے خاص مقام رکھتے تھے اور حضرت صفیہؓ رئیس خیبر ایک یہودی حیی بن اخطب کی جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا صاحبزادی تھیں - اُس کا مدینہ میں خاص اثر تھا - یہ تینوں نکاح قومی اور ملکی مصالح کے ماتحت کئے گئے تھے جن کے ذریعہ استواری تعلقات کے علاوہ سیاسی فوائد کثیرہ حاصل ہوئے اور مختلف اقوام اور خاندانوں کے ساتھ جسمانی تعلق پیدا کر کے اُن تک اسلام کے پیغام کو آسان اور موثر طور پر پہونچایا جاسکا - اور بعد میں آنے والی ذمہ داریوں کو صحیح رنگ میں ادا کرنے کے لئے مختلف علاقوں اور نسل کے لوگوں کو تیار کیا گیا - یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ عیش و عشرت کا متوالا انسان صرف زیادہ بیویوں پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ دیگر دنیوی لذات اور زندگی کے عیش و رفاہیت کے دیگر سامانوں کو بھی اکٹھا کرتا ہے لیکن حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اِن تمام لغویات سے یکسر پاک اور عاری رہی تھی - یہ آپ کا عمل و کردار ہی تھا جس نے پشتوں کی بگڑی ہوئی قوم کو اخلاق فاضلہ کا وہ درس دیا جس نے ان کی آزادانہ بے راہ روی اور بدمستی کو فکر و فہم کی زنجیروں میں جکڑا اور اُن کے بغض و عناد، حسد و کینہ اور اُن کی سرشتِ منتقمانہ کے بے جان قالب میں عدل و حکمت کی روح پھونک کر حسن معاشرت کی خلعت انھیں عطا کی نیکی، پاکیزگی، طہارت، عفت و عصمت، عزت نفس اور زہد و تقشف کے ساتھ ساتھ قربانی ایثار، عطا، جود و سخا، استغناء اور درگزر کی مثبت قوتیں اُن میں یونہی نہیں پیدا ہو گئی تھیں - یہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ہی تھی جس نے تمام صحابہ و صحابیات کو عموماً اور ازواج مطہرات کے قلب و جگر کو خصوصاً محبت الٰہی اور تبتل الی اللہ کے لئے گداز کر دیا تھا - نسائیت کی بعض مخصوص کمزوریوں مثلاً تندی، تیکھا پن، اغماض اور بے اعتنائی کو محض اپنے خدا کی رضامندی کے لئے انہوں نے ترک کر دیا تھا اور شاذ و نادر کے طور پر اگر اِن کا اظہار ہو بھی جاتا تو وہ استغفار اور ساتھ ہی جراءت عمل کے ساتھ اُن کی تلافی بھی کر دیا کرتی تھیں -

ایک بات اور بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ چار نکاحوں تک کی تحدید اُس وقت کی عائد کردہ ہے جبکہ مذکورہ تمام ازواج مطہرات حضورؐ کے نکاح میں آچکی تھیں - چونکہ اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ تعلیم تھی کہ وہ امہات المومنین یعنی مومنوں کی مائیں ہیں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی کوئی مومن اُن سے نکاح نہیں کر سکتا اِس لئے ایسی صورت میں حضورؐ کے لئے سوائے اُن کو اپنے نکاح میں رکھنے کے طلاق دینے کا کوئی جواز نہ تھا - چونکہ وہ دوسروں کے نکاح میں نہیں جاسکتی تھیں اس لئے اگر اُن کو طلاق دی جاتی تو وہ اُن پر ظلم کے مترادف ہوتا - اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور استثناء کے چار سے زائد بیویوں کی اجازت دی جو دیگر مسلمانوں کو حاصل نہیں -

تعدد ازدواج دراصل اسلام کا ایک عظیم احسان ہے کیونکہ بعض موانع ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ انسان کے لئے دوسرا نکاح ضروری ہو جاتا ہے - مثال کے طور پر خواہش اولاد، بیوی کا جلد جلد بڑھاپے کی طرف بڑھنا، بیوی کا دائمی بیمار رہنا، خروج رحم وغیرہ کی بعض مخصوص بیماریاں جن میں بیوی اپنے خاوند کی خاص ہمدردی کی تو مستحق ہو سکتی ہے لیکن اہل معاشرت کے قابل نہیں رہتی، عورت کا جلد جلد حاملہ ہونا، اِسی طرح بعض مخصوص حالات جن میں مرد ایک ہی بیوی کے ساتھ اپنے تقویٰ اور اخلاق کو قائم نہیں رکھ سکتا، بعض ایسے زمانے بھی آسکتے ہیں کہ قوم کو ترقی نسل کے لئے ایک سے زائد نکاح ضروری ہو جاتے ہیں، بعض دفعہ دوسری شادی کے ساتھ اہم ملکی یا قومی مفادات بھی وابستہ ہو سکتے ہیں اور بعض ایسے وجوہ بھی ہو سکتے ہیں جنھیں عقل جائز قرار دیتی ہے - اور مرد و عورت دونوں کا کانشنس بھی مشورہ دیتا ہے کہ دوسری شادی کر لی جائے وغیرہ وغیرہ - مگر اِن کے ساتھ اسلام نے ایسی کڑی شرائط لگا دی ہیں کہ ہر کوئی ان کی پابندی کا متحمل نہیں ہو سکتا - اِن تمام شرائط اور پابندیوں سے صرف نظر کر کے اگر کوئی مسلمان شادیاں کرتا جاتا ہے تو یہ اُس کا ذاتی فعل سمجھا جائیگا جس کے لئے وہ جوابدہ ہوگا - اُس کے اِس فعل کو ہرگز اسلامی تعلیمات کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا -

عربوں کے اُس وقت کے رسوم مروجہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ درجنوں نہیں بلکہ سیکڑوں تک شادیاں کر لینا اُن میں وجۂ افتخار سمجھا جاتا تھا - اسی لئے بعض معاندین اسلام عیسائیوں مثلاً جان ڈیون پورٹ، گبن، پروفیسر برس اور ایزک ٹیلر وغیرہم کو بھی کہنا پڑا کہ اسلام نے تعدد ازدواج کی رسموں کو جو عام طور پر عربوں میں رائج تھیں اور جن کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے زمانے سے چلا آتا تھا - گھٹایا ہے نہ کہ بڑھایا - بلکہ نہایت ہی کم کر دیا ہے اور صرف اُس اندازے پر جواز کے طور پر رہنے دیا ہے جس کو انسانی تمدن کی ضرورتیں کبھی نہ کبھی چاہتی ہیں اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً - یعنی اگر تم اُن میں اعتدال نہ رکھ سکو تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو -

ان سب امور پر یکجائی نظر سے غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں دوسری شادی ہرگز ذریعۂ عیش نہیں بلکہ ایک قربانی ہے جو مخصوص حالات میں کرنی پڑتی ہے - ❊

درخواست دُعا

میری اہلیہ مبارکہ مریم صاحبہ نے امسال ایم - اے فائینل کا امتحان دیا ہے - قارئین بدر سے اُن کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے -

خاکسار

ڈاکٹر محمد عابد شاہجہانپور

نویں صدی ہجری

بزرگانِ سلف کے عقائد

(۱) فلسفۂ تاریخ کے مسلّمہ امام حضرت علامہ عبد الرحمٰن بن خلدون المغربی

حضرت علامہ عبد الرحمٰن بن خلدون المغربی (متوفی ۸۰۸ھ) فلسفۂ تاریخ کی دُنیا بھر میں مسلّمہ امام ہیں۔ آپ وہ مشہور مؤرخِ اسلام ہیں جن کی بلند پایہ شخصیت پر مغربی مفکرین کو بھی ناز ہے۔
حضرت علامہ اپنی تاریخ کے مقدمہ میں گزشتہ اور ہم عصر صوفیاء کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"فَیُفَسِّرُوْنَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ بِاللَّبِنَۃِ حَتّٰی اَکْمَلَتِ الْبُنْیَانَ وَمَعْنَاہُ النَّبِیُّ الَّذِیْ حَصَلَتْ لَہُ النُّبُوَّۃُ الْکَامِلَۃُ۔"

وصوفیائے کرام) "خاتم النبیین" کی تفسیر ایسی اینٹ سے بیان کرتے ہیں جس نے عمارت مکمل کردی۔ اور اس سے مُراد وہ نبی ہے جس کو نبوّتِ کاملہ حاصل ہوئی۔

"وَیُمَثِّلُوْنَ الْوَلَایَۃَ فِیْ تَفَاوُتِ مَرَاتِبِھَا بِالنُّبُوَّۃِ وَیَجْعَلُوْنَ صَاحِبَ الْکَمَالِ فِیْھَا خَاتَمَ الْاَوْلِیَاءِ اَیْ حَائِزَ الْمَرْتَبَۃِ الَّتِیْ ھِیَ خَاتِمَۃُ الْوَلَایَۃِ کَمَا کَانَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ حَائِزًا لِلْمَرْتَبَۃِ الَّتِیْ ھِیَ خَاتِمَۃُ النُّبُوَّۃِ۔"

(مقدمۃ ابن خلدون الجزء الاوّل صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۳ طبع اوّل مطبوعہ مطبعۃ ازھریۃ مصریۃ ۱۳۱۱ھ ہجری)

اسی طرح صوفیاء ولایت کی مثال تفاوتِ مراتب کے لحاظ سے نبوّت سے دیتے ہیں۔ اور ولایت میں جامع کمالات کو خاتم الاولیاء کہتے ہیں جو ولایت کے انتہائی مرتبہ کو گھیرنے والا ہوتا ہے۔ جس طرح خاتم الانبیاءؐ نبوّت کے انتہائی مرتبہ کا احاطہ کرنے والا ہے۔

(۲) حضرت صُوفی عبد الرزّاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ

فصوص الحکم (مؤلفہ حضرت ابن عربیؒ) کے شارح حضرت صُوفی عبد الرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ اُن اہل اللہ میں سے تھے جن کو کشفی علوم میں بھی دستگاہ حاصل تھی۔ آپ نے ایک مقام پر مہدی موعود کے مقام و منصب پر حقیقت افروز رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"المھدی الذی یجیئُ فی اٰخر الزمان فانہ یکون فی الاحکام الشرعیۃ تابعًا لمحمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وفی المعارف والعلوم والحقیقۃ تکون جمیع الانبیاء والاولیاء تابعین لہٗ کلھم ولا یناقض ما ذکرناہ لِاَنَّ باطنَہٗ باطنُ محمدٍ علیہ السلام۔"

(شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر صفحہ ۳۵)

ترجمہ:۔ مہدی جو آخری زمانہ میں آئے گا وہ احکامِ شرعیہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے تابع ہوگا۔ اور معارف، علوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء سب کے سب اُس کے تابع ہوں گے۔ کیونکہ مہدی کا باطن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔

درخواستِ دُعا

(۱) خاکسارہ کے والد صاحب بہت کمزور ہو گئے ہیں اُن کی صحت و تندرستی اور کام کرنے والی لمبی عمر کیلئے نیز میرے بھائی بہنوں نے امتحانات دیئے ہیں نمایاں کامیابی کے لئے احباب سے دردمندانہ درخواستِ دُعا ہے۔ خاکسارہ قدسیہ سلطانہ اہلیہ مزمل احمد خان بہار۔
(۲) خاکسار کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ نیز خاکسار کا لڑکا منصور احمد بیمار ہے اس کی کامل شفایابی کے لئے احباب جماعت و درویشانِ کرام سے عاجزانہ درخواستِ دُعا ہے۔
خاکسار: مزمل احمد خان۔ بہار۔

اعلان برائے خریداران اخبار "فرقان" سرینگر

اخبار "فرقان" سرینگر کے خریداران اور دیگر احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اخبار مذکور کا ڈیکلیریشن کچھ عرصہ سے منسوخ ہو گیا ہے۔ ڈیکلیریشن لینے اور اخبار کو جاری کرنے کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ رکاوٹوں کو دُور کر دے تاکہ اخبار پھر سے جاری ہو سکے۔
خاکسار: غلام نبی نیاز۔ ایڈیٹر فرقان۔ مسجد احمدیہ۔ سرینگر (کشمیر)

تبلیغی و تربیتی دورہ

جماعتہائے احمدیہ یو۔پی کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ حیدرآباد یکم نومبر ۱۹۷۵ء سے مندرجہ ذیل جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ کر رہے ہیں۔ احباب جماعت اور عہدیداران مولوی صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون فرمائیں اور اُن سے تبلیغی و تربیتی و اصلاح کے کاموں میں پورا پورا فائدہ حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

مقام	تاریخ رسیدگی	تاریخ روانگی	مقام	تاریخ رسیدگی	تاریخ روانگی
حیدرآباد	-	یکم نومبر	لکھنؤ	۱۸ نومبر	۱۹ نومبر
آگرہ	۲ نومبر	۳ "	شاہجہانپور	۱۹ "	
سانڈھن	۳ "	۵ "	اودے پور کٹیا		
صالح نگر	۵ "	۷ "	شاہجہانپور		۲۲ "
مین پوری	۷ "	۹ "	بریلی	۲۲ "	۲۳ "
بھوگاؤں	۹ "	۱۰ "	میرٹھ۔ انچولی	۲۳ "	۲۵ "
علی پور کھیڑہ	۱۰ "	۱۱ "	رڑکی۔ بہادرآباد	۲۵ "	
کانپور	۱۱ "	۱۳ "	خام پور		
فتح پور	۱۳ "		سہارنپور		
بہوہ			بجو پورہ		
دھنسین پور		۱۴ "	انبیٹہ۔ شاملی		۲ دسمبر ۷۵ء
کانپور	۱۷ "	۱۸ نومبر	قادیان	۵ دسمبر ۷۵ء	-

درخواستِ دُعا

محترم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی قائم مقام ایڈیٹر "بدر" قادیان کئی دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب جماعت مولوی صاحب موصوف کی کامل صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔
جاوید اقبال اختر۔

مالی خدمت دین کا نصف حصہ ہے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ ایم۔ اے فرماتے ہیں:۔

”میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ اس زمانہ میں خصوصاً اور ویسے عموماً مالی خدمت دین کا نصف حصہ ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے اپنی ابتداء میں ہی جو صفت متقیوں کی بیان فرمائی ہے اس میں ان کی ذمہ داریوں کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ یعنی متقی تو وہ لوگ ہیں جو ایک طرف تو خدا کی محبت میں اس کی عبادت بجا لاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے خدا داد رزق سے دین کی خدمت میں خرچ کرتے ہیں۔ اس اہم آیت میں گویا دینی فرائض کا پچاس فیصدی حصہ انفاق فی سبیل اللہ کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے جہاں جہاں اعمالِ صالحہ کی تلقین فرمائی ہے وہاں ہر مقام پر لازماً صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو خاص طور پر نمایاں کر کے بیان کیا ہے۔“

اگر جماعت کے دوست عموماً اور امراء اور صدر صاحبان پوری پوری توجہ کے ساتھ عمل کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت عمدہ نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

منظوری انتخاب عہدیداران جماعت احمدیہ انڈیمان

صدر	مکرم نذیر احمد صاحب	سیکرٹری تعلیم و تربیت	مکرم عبدالجبار صاحب
سیکرٹری مال	” شریف احمد صاحب	نائب ” ”	” عرفان احمد صاحب
” تبلیغ	” محمد طاہر صاحب	سیکرٹری امور عامہ و خارجہ	” نذیر احمد صاحب
نائب سیکرٹری تبلیغ	” سلطان احمد صاحب	امین	” ” ” ”

نوٹ:۔ یہ منظوری بقیہ عرصہ کے لئے یعنی یکم نومبر ۷۵ء سے لیکر ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء تک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جملہ عہدیداروں کو زیادہ سے زیادہ اپنے فرائض کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے آمین۔

ناظر اعلیٰ قادیان

ولادت

مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر مدرس مدرسہ احمدیہ و نائب ایڈیٹر اخبار بدر قادیان کے ہاں مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو اللہ تعالیٰ نے پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش کی پوتی اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں درویش کی نواسی ہے۔ احباب جماعت دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک، صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔ (ایڈیٹر بدر)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۵/۱۰/۷۵ء حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز عصر مسجد مبارک میں عزیزم محمد موسیٰ صاحب ولد مکرم محمد خضر صاحب درویش قادیان کے نکاح کا اعلان عزیزہ محمودہ بیگم صاحبہ بنت مکرم حکیم الدین صاحب قادیان بعوض مبلغ ۱۵۰۰/- روپے حق مہر فرمایا۔ جملہ احباب کرام اس رشتہ کے جانبین کے لئے موجب خیر و برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

درخواست دعا

خاکسار کے بڑے بھائی شیخ غلام مسیح صاحب سخت بیمار ہو گئے ہیں پیٹ درد کی شدید تکلیف ہے۔ کھانا کھانا مشکل ہو گیا ہے۔ علاوہ اس کے بخار میں بھی مبتلا ہو گئے ہیں۔ چند ماہ پہلے موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے گر جانے کی وجہ سے سخت بیمار ہو گئے تھے۔ اب تک اس سے بھی مکمل شفایابی نہیں ہوئی۔ احباب جماعت سے اُن کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: شیخ غلام ہادی۔ بھدرک۔

وقفِ جدید کا مالی سال ختم ہونے کو ہے

ہر جماعت احمدیہ کو نو ماہی تدریجی بجٹ بقایا کی پوزیشن اور وصولی سے اطلاع دی جا رہی ہے۔ فکر مندی کی بات یہ ہے کہ اخراجات تو لازماً ہوتے ہیں لیکن آمد تدریج کے مطابق نہیں ہو رہی۔ ابھی متعدد جماعتوں کے ذمہ دس ماہ کے تدریجی چندہ کے علاوہ بھاری مقدار میں بقایا بھی ہے۔ لہٰذا عہدیدارانِ مال اور ایسے بقایادار احباب کو بقایا کا جلد جائزہ لینا لازم ہے۔ تا کہ وہ مالی سالِ رواں کا چندہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ گذشتہ بقایا بھی ادا کر سکیں۔ تا کہ سال کے اختتام تک سو فیصدی وصولی ہو جائے۔ اور سلسلہ کے کاموں میں تعاون کی وجہ سے وہ عند اللہ اجرِ عظیم کے مستحق ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے آمین۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نمایاں کامیابی

(۱) ہمشیرہ عزیزہ خورشید جہاں صاحبہ نے امتحان بی۔ اے (آنرز) میں فرسٹ کلاس حاصل کی ہے۔ اور اپنے کالج میں اوّل اور یونیورسٹی میں دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔

(۲) بھائی جان خورشید عالم صاحب ڈپٹی کلکٹر پٹنہ کی صاحبزادی عزیزہ یاسمین خورشید صاحبہ نے امتحان بی۔ اے (آنرز) میں یونیورسٹی میں چھٹی پوزیشن حاصل کی ہے۔

احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کامیابیوں کو مبارک اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے آمین۔

خاکسار: محمد شمس عالم بی۔ ایس سی۔ ایل۔ ایل بی ایڈووکیٹ۔ سیکرٹری مال۔ بھاگلپور۔

(۳) خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے اپنے خاص فضلوں اور احباب جماعت کی خصوصی دُعاؤں کے نتیجہ میں میرے بھتیجے عزیزم محمد شاہد وسیم سلمہ کو ایل ایل بی کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو آئندہ ترقیات اور کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے آمین۔

اس خوشی کے موقع پر عزیز موصوف نے مبلغ پانچ روپے اعانت بدر اور پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ خاکسار: ڈاکٹر محمد عابد قریشی شاہجہانپور۔

زکوٰۃ امامِ وقت کے پاس ادا کرنا ضروری ہے

یاد رہے کہ قرآن کریم اور حدیث کی رُو سے ضروری ہے کہ جب امام وقت موجود ہو تو اُسی کے پاس زکوٰۃ ادا کی جائے جو اُسے اغنیاء سے لے کر محتاجوں پر اور اشاعتِ اسلام پر صرف کرے گا۔ بعض احباب ہماری جماعت میں ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے طور پر زکوٰۃ ادا کر دی۔ حالانکہ شرعاً وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ پس احمدی احباب کی کُل زکوٰۃ قادیان آنی چاہیئے۔ اور اگر کوئی صاحب اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ اپنے رشتہ داروں کو دینا چاہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بذریعہ ناظر بیت المال آمد جماعت احمدیہ قادیان اجازت لے کر دے سکتے ہیں۔ مگر اپنے طور پر بغیر اجازت امام تقسیم نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ پر زکوٰۃ دینے والے کا تصرف نہیں ہوتا بلکہ امامِ وقت کا حق ہے کہ وہ غرباء میں زکوٰۃ تقسیم کرے۔

لہٰذا جملہ احبابِ جماعت ہائے احمدیہ اس پر عمل کریں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

ضروری اعلان

جلسہ سالانہ پر اخبار بدر کا خصوصی نمبر شائع کیا جائے گا اہلِ قلم حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے مضامین جلد ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)